

TARBIYYATI CLASS

Urdu

Syllabus

2024/25



ASSOCIAZIONE THE
AHMADIYYA MUSLIM JAMA'AT
Italia

Index

Hifz

Salaat

Tafsir-ul Qur'an

Hadith

Fiqah

Tarbiyyat

Hifz Quran

DA MEMORIZZARE

SURAH QURAISH

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ١
لَا يَلْفُ قُرَيْشٌ ٢

الْفِهُمُ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ٣
فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ٤
الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ٥
وَأَمَّنَّهُمْ مِنْ خَوْفٍ ٦

ع
٣١

SURAH AL-ASR

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ١
وَالْعَصْرِ ٢

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ ٣
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ٤
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥

ع
١٨

SURAH AL-HUMAZA

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ١

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ٢

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ٣

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ٤

كَأَلَّا لِيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ٥

وَمَا أَذْرَبْكَ مَا الْحُطَمَةُ ٦

نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ٧

الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئَةِ ٨

إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَدَةٌ ٩

فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ١٠

SURAH AL-FIL

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ١
أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ ٢
بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ٣

أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ٤

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ٥

تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ ٦

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ٧

ع
٣١

Hifz Quran

DA MEMORIZZARE

SURAH AL-IKHLAS

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
اللَّهُ الصَّمَدُ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

١٥
١٦

SURAH AL-LAHAB

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَ
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ
سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ
وَأَمْرَاتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ
فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ

١٧
١٨

SURAH AN-NASR

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي
دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ
إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

١٩
٢٠

٢١
٢٢

SURAH AL-MA'UN

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْدِينِ
فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ
وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ
فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ
الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ
الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ
وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ

٢٣
٢٤

SURAH AL-KAWTHAR

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ
إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

٢٥
٢٦

SURAH AL-KAFIRUN

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ
وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ
وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ
وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ
لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

٢٧
٢٨

Hifz Quran

SURAH AL-FALAQ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ١

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ٢

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ٣

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ٤

وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ ٥

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ٦

ع ١
٣٨

SURAH AN-NAS

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ١

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ٢

مَلِكِ النَّاسِ ٣

إِلَهِ النَّاسِ ٤

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ٥

الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ٦

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ٧

ع ١
٣٩

M A T E R I A

Salaat

Salaat

نیت نماز | Niyat Namaz

وَجْهْتُ	وَجْهِي	لِلَّذِي	فَطَرُ	السَّمُوتِ	وَالْأَرْضِ	حَنِيفًا	وَمَا أَنَا	مِنَ الْمُشْرِكِينَ
میں نے پھیرا	اپنا رخ	اس (ذات) کی طرف	اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	موحد ہوتے ہوئے	اور نہیں ہوں میں	مشرکوں میں سے
Ho rivolto	il mio volto	a Colui	che ha creato	i cieli	e la terra	credendo nell'unità di Dio	e non sono	uno degli idolatri
میں نے موحد ہوتے ہوئے اپنا رخ اُس ذات کی طرف پھیرا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔								
Mi sono rivolto solo a Colui che ha creato i cieli e la terra, e non sono uno dei politeisti.								

ثناء | Sanā'

مُبْحَانِكَ	اللَّهُمَّ	وَبِحَمْدِكَ	وَتَبَارَكَ	اسْمُكَ	وَتَعَالَى	جَدُّكَ	وَلَا إِلَهَ	غَيْرُكَ
توپاک ہے	اے اللہ	اور تیری تعریف کے ساتھ	اور برکت والا ہے	تیرا نام	اور بلند ہے	تیری شان	اور نہیں کوئی معبود	تیرے سوا
santo sei Tu	o Allah	e con la Tua lode	e benedetto è	il Tuo nome	e sublime è	la Tua gloria	e nessuno è degno di adorazione	tranne Te
اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔								
Gloria a Te, o Allah, il Lodevole, e benedetto è il tuo nome, ed esaltata è la tua maestà, e non c'è nessuno da adorare all'infuori di te.								

تعوذ | Ta'awwuz

أَعُوذُ بِاللَّهِ	وَمِنَ الشَّيْطَانِ	الرَّجِيمِ
میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی	شیطان سے	دھڑکا رہا ہوا
Cerco rifugio presso Allah	da Satana	il maledetto
میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے		
Cerco rifugio presso Allah da Satan il rifiutato.		

سورة الفاتحة | Surah Al-Fātiḥah

بِسْمِ اللَّهِ	الرَّحْمَنِ	الرَّحِيمِ	أَلْحَمْدُ	لِلَّهِ	رَبِّ الْعَالَمِينَ	الرَّحْمَنِ	الرَّحِيمِ
اللہ کے نام کے ساتھ	بے انتہار رحم کرنے والا	بار بار رحم کرنے والا	سب تعریفیں	اللہ کیلئے	تمام جہانوں کا پالنے والا	بے حد کرم کرنے والا	بار بار رحم کرنے والا
Nel nome di Allah	il Clemente	il Misericordioso	tutta la lode	per Allah	Signore dei mondi	il Clemente	il Misericordioso
مَالِكِ	يَوْمَ الدِّينِ	إِيَّاكَ	نَعْبُدُ	وَإِيَّاكَ	نَسْتَعِينُ	إِهْدِنَا	الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
مالک	جزا سزا کے دن کا	صرف تیری ہی	ہم عبادت کرتے ہیں	اور صرف تجھ سے ہی	ہم مدد مانگتے ہیں	ہمیں ہدایت دے	راستہ سیدھا
Maestro	del giorno del giudizio	a Te solo	noi serviamo	e a Te solo	noi chiediamo aiuto	guidaci	la strada retta
صِرَاطَ	الَّذِينَ	أَنْعَمْتَ	عَلَيْهِمْ	غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ	وَلَا الضَّالِّينَ		
راستہ	ان لوگوں کا	تو نے انعام کیا	اُن پر	نہ کہ جن پر غضب نازل ہوا	اور نہ گمراہوں کا		
la via	di coloro	Tu hai favorito con grazia	su di loro	che non hanno suscitato scontento	e che non sono andati smarriti		

Salaat

اللہ کے نام کے ساتھ (شروع کرتا ہوں) جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان لوگوں کا (رستہ) جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

Nel nome di Allah, il Clemente, il Misericordioso. Ogni lode appartiene ad Allah, Signore di tutti i mondi, il Clemente, il Misericordioso, Padrone del Giorno del giudizio. Te soltanto adoriamo e soltanto da Te imploriamo aiuto. Guidaci per il retto sentiero, il sentiero di coloro ai quali hai elargito i Tuoi favori, di coloro che non sono incorsi nella Tua ira e che non si sono fuorviati.

سورة الاخلاص | Surah Al-Ikhlāṣ

بِسْمِ اللَّهِ	الرَّحْمَنِ	الرَّحِيمِ	قُلْ	هُوَ	اللَّهُ أَحَدٌ	آلَّهُ	الصَّمَدُ
اللہ کے نام کے ساتھ	بے انتہارحم کرنے والا	بار بار رحم کرنے والا	تو کہہ دے	وہ	اللہ ایک ہے	اللہ	بے نیاز ہے
Nel nome di Allah	il Clemente	il Misericordioso	di'	Egli	Allah è l'Unico	Allah	l'Indipendente e Supplicato da tutti
لَمْ يَلِدْ	وَلَمْ يُولَدْ	وَلَمْ يَكُنْ	لَهُ	كُفُوًا	أَحَدٌ		
نہ اس نے کسی کو جنا	اور نہ وہ جنا گیا	اور نہ ہوا	اس کا	ہم پلہ	کوئی ایک		
Egli non genera	e non è stato generato	e non è	a Lui	uguale	qualcuno		
اللہ کے نام کے ساتھ (شروع کرتا ہوں) جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا۔ اور اُس کا کوئی ہم پلہ نہیں۔							
Nell nome di Allah, il Clemente, il Misericordioso. Di: "Egli è Allah, l'Unico! Allah, l'indipendente e implorato da tutti. Egli non genera, e non è generato. E non esiste alcune uguale a Lui."							

تَسْبِيحٌ وَ تَسْمِيَةٌ | Tasbiḥ & Tasmī'

مُبْتَخَانَ	رَبِّي	الْعَظِيمِ
پاک ہے	میرا رب	بڑی عظمت والا
Santo è	il mio Signore	il Più Grande
پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا		
Santo è il mio Signore, il più Grande.		
سَمِعَ اللَّهُ	يُنِى	حَمِيدُهُ
سن لی اللہ نے	اس کی جس نے	اس کی تعریف کی
Allah ascolta	colui che	Egli lo loda
اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی		
Allah ascolta coloro che Lo lodano.		

تَحْمِيدٌ | Tamhīd

رَبَّنَا	وَلَكَّ	الْحَمْدُ	حَمْدًا	كَثِيرًا	طَيِّبًا	مُبَارَكًا	فِيهِ
اے ہمارے رب	تیرے لئے ہی	تعریف ہے	تعریف	بہت زیادہ	پاکیزہ	برکت ہو	جس میں
Nostro Signore	e per Te	tutta la lode	lode	molta	pura	piena di benedizioni	in essa
اے ہمارے رب سب تعریف تیرے لئے ہی ہے۔ بہت زیادہ تعریف جو پاکیزہ ہو اور جس میں برکت ہو							
Nostro Signore, Tua è la lode - lode che è abbondante, pura e piena di benedizioni.							

Salaat

تَسْبِيح | Tasbeeh

مُبَحَّان	رَبِّي	الْأَعْلَى
پاک ہے	میرا رب	بڑی شان والا
Santo è	il mio Signore	l'Altissimo
پاک ہے میرا رب بڑی شان والا		
Gloria al mio Signore, l'Altissimo.		

دونوں سجدوں کے درمیان کی دعا | Jilsah (Posizione seduta tra le due prostrazioni.)

رَبِّ	اغْفِرْ لِي	وَإِخْمِنِي	وَاهْدِنِي	وَعَافِنِي	وَاجْبُرْنِي	وَارْزُقْنِي	وَارْفَعْنِي
اے اللہ	مجھے بخش دے	اور مجھ پر رحم فرما	اور مجھے ہدایت دے	اور مجھے عافیت عطا فرما	اور میری اصلاح فرما دے	اور مجھے رزق دے	اور میرے درجات بلند کر
O mio Signore	perdonami	e abbi pietà di me	e guidami	e proteggimi	e migliorami	e provvedimi	e innalzami (di rango)
اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت عطا فرما اور میری اصلاح فرما دے اور مجھے رزق دے اور میرے درجات بلند کر							
O Signore, perdonami e abbi pietà di me guidami e mantienimi in buona salute, compensa le mie mancanze, provvedimi e sollevami.							

تَشْهِيد | Tashahhud

التَّحِيَّاتُ	لِلَّهِ	وَالصَّلَوَاتُ	وَالطَّلِيَّاتُ	السَّلَامُ عَلَيْكَ	آيُّهَا النَّبِيُّ	وَرَحْمَةُ اللَّهِ	وَبَرَكَاتُهُ
ہر قسم کے تحفے	اللہ کیلئے ہیں	اور سب عبادتیں	اور سب پاکیزہ چیزیں بھی	سلامتی ہو تجھ پر	اے نبی	اور اللہ کی رحمت	اور اس کی برکتیں
Tutta la testimonianza attraverso parole e azioni	spetta ad Allah	e tutte le preghiere	e le azioni pure	Pace sia su di te	o Profeta	e la Misericordia di Allah	e le Sue Benedizioni
السَّلَامُ عَلَيْنَا	وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ	الصَّالِحِينَ	أَشْهَدُ	أَنْ لَا	إِلَهَ إِلَّا	اللَّهُ	
سلامتی ہو ہم پر	اور اللہ کے بندوں پر	نیک (بندے)	میں گواہی دیتا ہوں	کہ نہیں کوئی	معبود	سوائے	اللہ
Pace sia su di noi	e sui servi di Allah	retti	io testimonio	che nessuno	degno di adorazione	eccetto	Allah
وَأَشْهَدُ	أَنَّ	مُحَمَّدًا	عَبْدُهُ	وَرَسُولُهُ			
اور میں گواہی دیتا ہوں	(کہ) یقیناً	محمدؐ	اُس کے بندے	اور اُس کے رسول			
e io testimonio	che	Muhammad	Suo servo	e Suo messaggero (è)			
تمام زبانی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں۔ اے نبی تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔							
Tutta l'adorazione verbale è dovuta ad Allah - e tutti gli atti fisici di adorazione e i sacrifici finanziari. La pace sia con te, o Profeta, e la Misericordia di Allah e le Sue Benedizioni. La pace sia su di noi e sui giusti servitori di Allah.							

Salaat

دُرُود شریف | Durood

اَللّٰهُمَّ	صَلِّ	عَلَى مُحَمَّدٍ	وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ	كَمَا	صَلَّيْتَ	عَلَى اِبْرَاهِيْمَ	وَّ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ
اے اللہ	فضل نازل فرما	محمدؐ پر	اور محمدؐ کی آل پر	جس طرح	تو نے فضل نازل فرمایا	ابراہیمؑ پر	اور ابراہیمؑ کی آل پر
O Allah	effondi grazia	su Muhammad	e sulla famiglia di Muhammad	come	Tu hai concesso grazia	su Abramo	e sulla famiglia di Abramo
إِنِّكَ	حَمِيْدٌ		مُجِيْبٌ				
یقیناً تو	بہت حمد والا		بہت بزرگی والا ہے				
in verità, Tu sei		degno di lode		sublime			
اے اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر فضل نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آپؑ کی آل پر فضل نازل فرمایا۔ یقیناً تو بہت حمد والا اور بزرگی والا ہے۔							
O Allah, manda le Tue benedizioni su Muhammad e sulla famiglia di Muhammad, come hai benedetto Ibrahim e la famiglia di Ibrahim. In verità, Tu sei Lodevole e Glorioso.							
اَللّٰهُمَّ	بَارِكْ	عَلَى مُحَمَّدٍ	وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ	كَمَا	بَارَكْتَ	عَلَى اِبْرَاهِيْمَ	وَّ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ
اے اللہ	برکت نازل فرما	محمدؐ پر	اور محمدؐ کی آل پر	جس طرح	تو نے برکت نازل کی	ابراہیمؑ پر	اور ابراہیمؑ کی آل پر
O Allah	invia benedizioni	su Muhammad	e sulla famiglia di Muhammad	come	Tu hai inviato benedizioni	su Abramo	e sulla famiglia di Abramo
إِنِّكَ	حَمِيْدٌ		مُجِيْبٌ				
یقیناً تو	بہت حمد والا		بہت بزرگی والا ہے				
in verità, Tu sei		degno di lode		sublime			
اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آپؑ کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ یقیناً تو بہت حمد والا اور بزرگی والا ہے۔							
O Allah, benedici Muhammad e la famiglia di Muhammad, come hai benedetto Ibrahim e la famiglia di Ibrahim. In verità, Tu sei Lodevole e Glorioso.							

دُعائیں | Preghiere Conclusive

رَبَّنَا	اٰتِنَا	فِي الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَّ فِي الْاٰخِرَةِ	حَسَنَةً	وَّ قِنَا	عَذَابَ النَّارِ
اے ہمارے رب	ہمیں عطا کر	دنیا میں	بھلائی	اور آخرت میں	بھلائی	اور ہمیں بچا	آگ کے عذاب سے
nostro Signore	concedici	nel mondo	bene	e nel mondo futuro	bene	e preservaci	dalla pena del fuoco
اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔							
Signore nostro, concedici il bene in questo mondo e anche il bene nel mondo a venire e proteggici dal tormento del fuoco.							

رَبِّ	اجْعَلْنِي	مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِي	رَبَّنَا	وَتَقَبَّلْ	دُعَاءِ۔
اے میرے رب	مجھے بنادے	نماز قائم کرنے والا	اور میری اولاد کو بھی	اے ہمارے رب	قبول فرما	میری دعا
o mio Signore	rendimi	uno che compie la preghiera	e i miei discendenti	nostro Signore	e accetta	la mia supplica
رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ	وَلِوَالِدَيَّ	وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	يَوْمَ يَقُوْمُ	الْحِسَابُ		
اے ہمارے رب مجھے بخش دے	اور میرے والدین کو	اور سب مومنوں کو	جس دن قائم ہو گا	حساب کتاب		
nostro Signore, perdonami	e ai miei genitori	e ai credenti	nel giorno in cui avverrà	il giudizio		
اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنادے اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب مجھے (اس دن) بخش دے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو بھی جس دن حساب کتاب ہو گا۔						
Mio Signore, fa` che osservi sempre la preghiera, e pure i miei figli. Signore nostro accetta la mia preghiera. Signore nostro, accorda il perdono a me e ai miei genitori e ai credenti nel giorno in cui avverrà la resa dei conti.						

M A T E R I A

Hifz Dua

Hifz Dua

وضو کے بعد دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل فرما اور مجھے پاک صاف رہنے والوں میں شامل فرما۔

جنازہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا،
وَذَكَرِنَا وَنَاسِنَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَيِ الْاِسْلَامِ، وَمَنْ
تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَيِ الْاِيْمَانِ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْ مَنَا اَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا
بَعْدَهُ.

اے اللہ! ہمارے زندہ اور فوت شدہ، ہمارے حاضر اور غائب، ہمارے چھوٹے اور بڑے، اور ہمارے مرد اور عورت سب کی مغفرت فرما۔

اے اللہ! جسے تو ہم میں سے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ، اور جسے تو ہم میں سے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔

اے اللہ! ہمیں اس کا اجر محروم نہ فرما، اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔

M A T E R I A

Tafsirul Quran

Tafsirul Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ②

ہر غیبت کرنے والے (اور) عیب چینی کرنے والے کے لئے عذاب (ہی عذاب) ہے۔

تفسیر۔ صحابہ اور تابعین میں آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ کے معنی میں اختلاف

مفسرین میں حتیٰ کہ صحابہؓ اور تابعین میں بھی اس آیت کے متعلق کثیر اختلاف پایا جاتا ہے کہ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں الفاظ لغت میں قریباً ہم معنی ہیں۔ کسی نے ہمز کے معنی عیب چینی کے کئے ہیں اور لمز کے معنی غیبت کے کئے ہیں اور کسی نے لمز کے معنی عیب چینی کے کئے ہیں اور ہمز کے معنی غیبت کے کئے ہیں۔ لیکن اس اختلاف کی اصل وجہ وہی ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے کہ یہ دونوں لفظ قریب المعنی ہیں اور اس وجہ سے مختلف لوگوں کو ان کے معنی کرنے میں شبہ واقع ہو گیا ہے چونکہ یہ دونوں الفاظ قریب المعنی تھے وہ پورے طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس آیت میں ہمز کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اور لمز کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ لغت کی تدوین بعد کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ جب کسی علمی زبان کا دنیا میں رواج شروع ہوتا ہے اسی وقت اس کی لغت مکمل نہیں ہو جاتی بلکہ آہستہ آہستہ لغت کی کتابیں مدون ہونی شروع ہوتی ہیں تب لوگ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں اس سے پہلے نہیں۔ اسی وجہ سے جہاں تک لغت کا سوال ہے ابتدائی زمانہ کے مفسرین کے معنی ایسی تعیین نہیں کرتے جیسی تعیین بعد کے مفسرین کرتے ہیں کیونکہ بعد میں آنے والے مفسرین کو لغت کی مکمل کتابیں مل گئیں جو پہلے موجود نہیں تھیں۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں تاج العروس موجود ہے، لسان العرب موجود ہے اور لغت کی

یہ دونوں کتابیں اپنے اندر بہت وسیع معلومات رکھتی ہیں اور ان میں بڑی بڑی باریکیاں بیان ہیں۔ لیکن تاج العروس آج سے تین سو سال پہلے لکھی گئی تھی اور لسان العرب آج سے چھ سات سو سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس سے قبل ایک لمبا عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں لغت کی کتابیں مدون نہیں تھیں۔ گو عربی زبان کا یہ ایک بہت بڑا کمال ہے کہ تھوڑے عرصہ میں ہی اس نے اپنی لغت کو عروج تک پہنچا دیا۔ مگر پھر بھی میرے نزدیک ابھی اس میں ترقی کی گنجائش ہے اور یہ لغت زیادہ بہتر طور پر مکمل ہو سکتی ہے کیونکہ آئمہ لغت نے بعض جگہ سیر کن بحثیں نہیں کیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اس قدر عظیم الشان علمی ذخیرہ ہے کہ انگریز مصنف لین پول ایک جگہ عربی لغت کا ذکر

Tafsirul Quran

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ کاش ہماری زبان کی کوئی ایسی لغت ہوتی جیسی عربی زبان کی ہے۔ گو اس فقرہ کے ذریعہ اس نے تسلیم کیا ہے کہ عربی زبان کی لغت مکمل ہے مگر میرا خیال ہے جس رنگ میں ہم لغت کی تحقیق و تدقیق کرتے ہیں اور جس قسم کی تحقیق کی قرآن کریم کی تفسیر کے لئے ہمیں ضرورت پیش آتی ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ابھی اور زیادہ لغت کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ پرانی لغتوں میں ایک خفیف سا نقص یہ پایا جاتا ہے کہ بعض جگہ مفسرین کے اقوال کو بھی لغت میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اگر اس نقص کو دور کر دیا جائے اور لغت کی حکمت کو زیادہ واضح کیا جائے تو عربی زبان کی ایک ایسی لغت مکمل ہو جائے گی جس کی مثال دنیا کی اور کسی زبان میں نہیں مل سکے گی۔

بہر حال جب دو قریب المعنی الفاظ آجائیں تو ان دونوں کا آپس میں جو اختلاف ہوتا ہے صرف اس کو لیا جاتا ہے۔ کیونکہ بلاغت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب دو لفظ بولے جائیں اور وہ دونوں آپس میں مشترک معنی رکھتے ہوں تو دوسرے لفظ کے صرف وہ معنی لینے چاہئیں جن میں اس کا پہلے سے اختلاف پایا جاتا ہو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ مشترک معنوں کے لئے دو لفظوں کی ضرورت نہیں ہو سکتی ایک لفظ بھی پورا کام دے سکتا ہے۔ پس جب دو لفظ اکٹھے استعمال ہوں اور دونوں قریب المعنی ہوں تو ہمیشہ دوسرے لفظ کے وہ معنی لئے جاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے مختلف ہوں۔

ہمز اور لہز کے معنی کی تعیین اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی صورت تو یہ

ہے کہ ہمز کو مار پیٹ کے معنوں میں لیا جائے کیونکہ ہمز میں مار یا جسمانی ضرب کے معنی زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اصل میں ہمز کے معنی کسر یعنی توڑنے کے ہوتے ہیں پس چونکہ اس کے اصل معنی توڑنے کے ہیں اس لئے ہمز میں مارنے پینے کے معنی زیادہ پائے جاتے ہیں۔ پس ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم ہمز کے معنی مارنے پینے کے لیں اور لہز کے دوسرے معنی لے لیں یعنی عیب چینی وغیرہ کے۔ اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہمز کے معنی ہم غیبت کے کر لیں اور لہز کے معنی عیب چینی کے لئے جائیں۔ یہ فرق میں نے کیوں کیا ہے؟ یعنی میں کیوں کہتا ہوں کہ ہمز کے معنی مارنے پینے کے ہیں اور لہز کے معنی عیب چینی کے ہیں یا ہمز کے معنی غیبت کے ہیں اور لہز کے معنی عیب چینی کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فصیح کلام میں ہمیشہ تدریج پائی جاتی ہے اور یہ تدریج کبھی اقسام کے لحاظ سے ہوتی ہے اور

کبھی ڈگری کے لحاظ سے۔ مثلاً ایک ادیب شخص اگر کسی کے متعلق یہ بیان کرنا چاہے گا کہ وہ کافی بوجھ اٹھا سکتا ہے تو وہ کہے گا کہ فلاں شخص ایک من بوجھ اٹھا سکتا ہے بلکہ دوسن بھی اٹھا سکتا ہے۔ لیکن جو ادیب نہیں وہ کہے گا کہ فلاں شخص دوسن بوجھ اٹھا سکتا ہے بلکہ ایک من بھی اٹھا سکتا ہے۔ ہر شخص جو اس فقرہ کو سنے گا یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ یہ فقرہ فصاحت سے گرا ہوا ہے کیونکہ جب اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ فلاں شخص دوسن بوجھ اٹھا سکتا ہے تو اسے علیحدہ طور پر

Tafsirul Quran

یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ وہ ایک من بوجھ بھی اٹھا سکتا ہے کیونکہ ایک من بوجھ دو من بوجھ میں شامل تھا۔ اسی طرح کوئی سمجھدار انسان یہ نہیں کہے گا کہ فلاں شخص بڑا کام بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا بھی۔ یا ایم اے پاس بھی ہے اور بی اے بھی۔ ہاں یہ ضرور کہے گا کہ فلاں شخص بی اے پاس ہے بلکہ ایم اے بھی پاس ہے یا فلاں بات کی مقتدرت رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فلاں بات کے کرنے کی بھی اس میں اہلیت پائی جاتی ہے۔ یا ادیب ہے بلکہ شاعر بھی ہے۔ مگر پہلے بڑی بات بیان کی جائے اور پھر چھوٹی۔ یہ فصیح کلام کے بالکل منافی ہوتا ہے۔ اس نقطہ نگاہ کے ماتحت اگر ہمز و لمز میں سے ایک کے معنی ہم غیبت کے کر لیں اور دوسرے کے معنی منہ پر عیب چینی کے کر لئے جائیں تو یہ بالکل درست ہوں گے کیونکہ ان معانی میں تدریج پائی جائے گی جو ہر فصیح کلام کی ایک ممتاز خوبی ہوتی ہے۔ جو شخص غیبت کرنے کا عادی ہوتا ہے اس میں بہادری نہیں ہوتی۔ کچھ نہ کچھ ڈراس کی طبیعت میں پایا جاتا ہے۔ گو عیب چینی کرنے کے لحاظ سے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں وہ شخص بھی گناہ کرتا ہے جو کسی کی پیٹھ پیچھے عیب چینی کرتا ہے اور وہ شخص بھی گناہ کرتا ہے جو کسی کے منہ پر اس کے عیوب بیان کرنے شروع کر دیتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ وہ دونوں گناہ گار ہوتے ہیں پھر بھی ان میں ایک فرق پایا جاتا ہے۔ جس شخص میں بزدلی زیادہ ہوتی ہے وہ پیٹھ کے پیچھے عیب بیان کرتا ہے اور جو شخص شرارت میں بڑھ جاتا ہے وہ پیٹھ پیچھے بھی عیب چینی کرتا ہے اور سامنے بھی کسی کا عیب بیان کرنے سے باز نہیں آتا۔ اس لحاظ سے ہمز اور لمز دونوں کے معانی میں ایک تدریج پائی جائے گی۔ ہمز سے وہ شخص مراد ہوگا جو غیبت کرتا ہے اور لمز سے وہ شخص مراد ہوگا جو غیبت ہی نہیں کرتا بلکہ منہ پر بھی گالیاں دینے لگ جاتا ہے۔

دوسری صورت میں نے یہ بتائی تھی کہ کبھی اقسام کے لحاظ سے بھی کلام میں تدریج پائی جاتی ہے۔ مگر اقسام سے میری مراد ظاہری قسمیں نہیں بلکہ وہ قسمیں ہیں جن کی علم النفس پر بنیاد ہوتی ہے۔ مثلاً مار پیٹ بظاہر اعتراض کرنے سے زیادہ سخت نظر آتی ہے لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض دفعہ غصہ میں آ کر انسان مار تو بیٹھتا ہے اور دوسرے کو برا بھلا بھی کہہ دیتا ہے لیکن سچائی کا انکار کرنا اس کے لئے بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب بظاہر سچائی کا انکار کم نظر آتا ہے اور مار پیٹ زیادہ سخت چیز دکھائی دیتی ہے لیکن علم النفس کے ماتحت مار پیٹ کم درجہ رکھتی ہے اور سچائی کا انکار بڑی خطرناک چیز ہے۔ مارنے کو تو مائیں بھی اپنے بچوں کو مار لیتی ہیں۔ باپ بھی اپنے بچوں کو مار لیتے ہیں۔ استاد بھی اپنے شاگردوں کو مار لیتے ہیں لیکن اگر انہی کو پوچھا جائے کہ بتاؤ تمہاری مار پیٹ زیادہ سخت ہے یا بچوں کا جھوٹ بولنا یا کسی اور برائی میں ان کا ملوث ہونا یا زیادہ خطرناک ہے؟ تو ہر شخص کہے گا کہ مار پیٹ اخلاقی خرابیوں کے

Tafsirul Quran

مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ اس تدریج کو مد نظر رکھتے ہوئے وِیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ میں ہمز کے معنے مار پیٹ کے لئے جائیں گے اور لمز کے معنی عیب چینی کے ہوں گے یعنی وہ لوگ نہ صرف مارتے پیٹتے ہیں بلکہ یہاں تک ان کی نوبت پہنچ چکی ہے کہ جن امور کی صداقت ان پر واضح ہو چکی ہے ان کا بھی انکار کرتے ہیں یعنی وہ تمام حُسن جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ میں پایا جاتا ہے۔ وہ تمام خوبیاں جو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں پیدا فرمائی ہیں اور وہ تمام بھلائیاں جو اسلامی تعلیم میں رکھی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک ایک حُسن اور ایک ایک خوبی اور ایک ایک بھلائی کا وہ بڑی سختی سے انکار کر رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ سچی باتیں کہتے ہیں تو ان کو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے۔ وہ انصاف قائم کرتے ہیں تو ان کو ظالم کہا جاتا ہے۔ وہ امن قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کو فسادی بتایا جاتا ہے۔ غرض کوئی خوبی اور بھلائی ایسی نہیں جس کا کفار کی طرف سے انکار نہ کیا جا رہا ہو اور یہ حالت یقیناً ایسی ہے جو پہلی حالت سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ مار پیٹ میں تو صرف غصہ کا اظہار ہوتا ہے لیکن کسی سچائی کا انکار یا طعنہ زنی یا دوسروں کی تحقیر و تذلیل کا ارتکاب ایسے امور ہیں جو اخلاق اور روحانیت کے کلی فقدان پر دلالت کرتے ہیں اور جن کے اثرات بہت دیر پا ہوتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تلوار کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں مگر وہ زخم جو زبان کی چھری دوسروں کے قلب پر پیدا کرتی ہے کبھی مندمل نہیں ہوتے۔ غرض مار پیٹ کی نسبت طعنہ زنی اور تحقیر و تذلیل کے کلمات جو دوسروں کے متعلق استعمال کئے جائیں بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ پس ہمز کے معنے مارنے پیٹنے کے ہیں اور لمز کے معنے تحقیر و تذلیل اور سچائیوں کا انکار کرنے کے ہیں۔ بظاہر مار پیٹ زیادہ سخت نظر آتی ہے لیکن علم النفس کے ماتحت مار پیٹ کم درجہ رکھتی ہے اور سچائی کا انکار زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ یہی حکمت ہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ہمز کو پہلے رکھا اور لمز جس میں اخلاقی برائی زیادہ تھی اس کا بعد میں بیان کیا۔ لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یوں ہی ہمز کو پہلے رکھ دیا اور لمز کو بعد میں۔ حالانکہ ہمز کو پہلے ہی رکھنا چاہیے تھا اور لمز کو بعد میں ہی رکھنا چاہیے تھا۔ اگر لمز کو پہلے اور ہمز کو بعد میں رکھا جاتا تو کلام اپنی فصاحت کھو بیٹھتا۔ یہ قرآن کریم کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ اس نے جہاں بھی کسی لفظ کو استعمال کیا ہے موقع اور محل کو مد نظر رکھتے ہوئے استعمال کیا ہے۔ اگر اس لفظ کو ذرا بھی ادھر ادھر کر دیا جائے تو بہت بڑا نقص واقع ہو جاتا ہے۔

اس سورۃ میں گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے ایک عام قاعدہ کا بھی استنباط ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ وہ ایسے رنگ میں بات کرتا ہے کہ ہر زمانہ کے

Tafsirul Quran

لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا نہ ہو کہ یہ بات میرے متعلق نہیں بلکہ کسی گزشتہ زمانہ کے لوگوں کے متعلق ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہمز اور لمز میں مغیرہ، عاص بن وائل اور شریک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ لوگ اسلام کے خلاف ہمیشہ ناجائز حرکات کیا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے ذریعہ ان کو انتباہ فرمادیا کہ اگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو ان پر عذاب نازل کر دیا جائے گا۔ مگر میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں کہ اس سورۃ کے وسیع مضمون کو اس طرح محدود کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ سورۃ محض مغیرہ کے کسی فعل کی وجہ سے نازل ہوئی تھی یا صرف عاص بن وائل کو اس میں مخاطب کیا گیا تھا یا صرف شریک کا اس میں ذکر تھا تو اللہ تعالیٰ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ **وَيْلٌ لِّلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ يَا وَيْلٌ لِّلْمُغِيرَةِ** یا **وَيْلٌ لِّلشَّرِيكِ** مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا بلکہ **وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ** کہا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ کلام میں جب کسی خاص شخص کی تعیین کر دی جائے تو مضمون نامکمل ہو جاتا ہے مثلاً اگر ہم کہیں **وَيْلٌ لِّلزَّيْدِ** زید کے لئے ہلاکت ہے تو ہر شخص یہ دریافت کرنے کی کوشش کرے گا کہ زید کیوں برا ہے یا اس میں کون سی خرابی پائی جاتی ہے کہ اس کے متعلق **وَيْلٌ** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ **وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ** تو ہر شخص کہے گا کہ یہ بالکل درست ہے جو غیبت کرتا ہے یا جسے عیب چینی کی عادت ہے یا سچائیوں کا انکار کرتا ہے وہ ضرور برا ہے اور اس قابل ہے کہ اس کو سزا ملے۔

دوسرے قرآن کریم چونکہ ہر زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے ایک مکمل دستور العمل قرار دیا ہے اس لئے اگر اس سورۃ میں کسی کا نام لے لیا جاتا تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مثلاً اگر یہ کہا جاتا کہ **وَيْلٌ لِّلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ** تو اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا تھا وہ مر گیا اس کی اولاد بھی مر گئی۔ اولاد کی اولاد بھی مر گئی اور پھر اس اولاد کی اولاد بھی مر گئی۔ بلکہ اس کی اولاد بعد میں مسلمان بھی ہو گئی اور اسلام کی خدمت میں اس نے اپنی عمر بسر کر دی۔ اب ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا کہ **وَيْلٌ لِّلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ يَا وَيْلٌ لِّلْمُغِيرَةِ** یا **وَيْلٌ لِّلشَّرِيكِ** لیکن جب یہ کہا گیا کہ **وَيْلٌ لِّكُلِّ**

هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ تو قیامت تک ہر شخص کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور ہر شخص کوشش کرے گا کہ میں ہمزہ لمزہ نہ بنوں۔ پس چونکہ قرآن کریم ایک دائمی شریعت ہے جس میں ہر زمانہ کے لوگوں کی اصلاح کا سامان رکھا گیا ہے اس لئے قرآن کریم وہ الفاظ استعمال کرتا ہے جو قیامت تک کام آنے والے ہوں اور جن سے ہر زمانہ کے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہوں۔ پس اگر بعض اشخاص کے نام لے لئے جاتے تو اس کلام کا فائدہ اسی زمانہ میں ختم ہو جاتا اور ہمارے لئے یہ آیات محض ایک گزشتہ تاریخ کا ورق بن جاتیں۔ ہم سمجھتے کہ کوئی عاص بن وائل تھا جس پر عذاب آیا یا کوئی مغیرہ تھا جس

Tafsirul Quran

میں فلاں فلاں خرابیاں پائی جاتی تھیں یا کوئی شریک تھا جو اس قسم کی عادات رکھتا تھا۔ چنانچہ جب ہم اس سورۃ پر پہنچتے فوراً کہہ اٹھتے کہ ہمیں اس سے کیا غرض یہ ایک پرانا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے ہمیں اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اب ہم ایسا نہیں کہہ سکتے۔ اب ہر شخص مجبور ہے کہ ان آیات کو پڑھے اور مجبور ہے اس امر پر کہ وہ ہمزہ اور لمز نہ بنے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد نہ بن جائے۔ پس خواہ یہ آیات مغیرہ کے متعلق ہوں یا عاص بن وائل کے متعلق یا شریک کے متعلق۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں شخصی بحث نہیں کی بلکہ فلسفیانہ بحث کی ہے اگر شخصی بحث کی جاتی تو یہ کلام متروک ہو جاتا لیکن فلسفیانہ بحث کی وجہ سے پہلے بھی یہ کلام بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتا رہا ہے، اب بھی پہنچا رہا ہے اور آئندہ بھی پہنچاتا رہے گا اور جس شخص میں بھی یہ باتیں پائی جائیں گی اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ میں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کروں ایسا نہ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاؤں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ہر شخص جو دوسروں کو کچل کر آپ بڑا بننا چاہتا ہے یا دوسروں کی عیب چینی میں مشغول رہتا ہے اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ اپنی ان حرکات سے باز نہیں آئے گا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب اس پر نازل ہوگا۔ اس صورت میں لمز کے معنی تو عیب چینی کے ہوں گے۔ ہمز کے معنی متکبر اور مغرور انسان کے ہوں گے کیونکہ مار پیٹ ہمیشہ مغرور انسان کا شیوہ ہوتا ہے اور اس کی غرض اس قسم کے ظالمانہ سلوک سے یہی ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کو کچل دے اور اس پر اپنی طاقت کا اظہار کرے۔

دوسری صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اپنی نعمتوں کو کھو بیٹھے گا اور سخت حسرت اور افسوس کرے گا۔ ہر وہ شخص جو دوسروں کی غیبتیں کرتا ہے بلکہ غیبت پر ہی منحصر نہیں منہ پر بھی دوسروں کے عیوب بیان کر دیتا ہے اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتا کہ میں جھوٹ بھی بول رہا ہوں اور دوسرے کا دل بھی دکھا رہا ہوں۔

غیبت کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر کسی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو وہ غیبت میں داخل نہیں ہوتا ہاں اگر جھوٹی بات بیان کی جائے تو وہ غیبت ہوتی ہے حالانکہ یہ صحیح

نہیں غیبت کا اطلاق ہمیشہ ایسی سچی بات پر ہوتا ہے جو کسی دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے اس کی غیر حاضری میں بیان کی جائے اگر جھوٹی بات بیان کی جائے گی تو وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہوگا۔ احادیث میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ غیبت تو بری چیز ہوئی اگر اپنے بھائی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو آیا یہ تو منع نہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کی عدم موجودگی میں اس کا سچا عیب بیان کرنا ہی غیبت ہے ورنہ اگر دوسرے کے متعلق جھوٹی بات بیان کی جائے تو یہ بہتان بن

Tafsirul Quran

جائے گا۔ (مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب تحریم الغیبة) اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے لیکن درحقیقت اس کی رائے صحیح نہیں ہوتی۔ ہم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے کے متعلق ایک قطعی رائے قائم کر لیتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میری رائے درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ ایسی صورت میں اگر دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہوگا اور اس کے متعلق کسی رائے کا اظہار کیا جائے گا تو لازماً وہ اپنی برأت کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ پس خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔

چونکہ یہ سورۃ گذشتہ ترتیب کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق ہے اس لئے اس سورۃ میں اس زمانہ کے کفار کا حال بتایا گیا ہے کہ ان کا رات دن یہ کام رہتا تھا کہ مسلمانوں کو مارتے ان کو مصائب اور تکالیف میں مبتلا کرتے اور ان پر قسم قسم کے مظالم توڑتے پھر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ بھی شیوہ تھا کہ وہ ہر جگہ مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہتے یعنی صرف خود ہی ان کے دشمن نہیں تھے بلکہ ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ دوسرے لوگ بھی ان کے دشمن بن جائیں۔ آخر کسی کا عیب بیان کرنے کی کیا غرض ہوتی ہے یہی کہ دوسروں کو بھی برا سمجھتے کیا جائے۔ پس ہمز کے لحاظ سے تو ان کی یہ حالت تھی کہ وہ مسلمانوں کو مارتے اور ان کو مختلف قسم کے مصائب میں مبتلا کرتے۔ لیکن لمز کے لحاظ سے وہ اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ باقی دنیا کو بھی مسلمانوں کا دشمن بنادیں کفار کی ان شرمناک حرکات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام اشخاص جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو دکھ دیتے اور دوسری طرف ان کے خلاف ہر وقت پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں اور اس طرح پبلک کو بھی اسلام کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جس سے ان کے دلوں کا چین بالکل اڑ جائے گا اور ان کی امیدیں سب خاک میں مل جائیں گے۔

Tafsirul Quran

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝

جو مال کو جمع کرتا اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے۔

تفسیر۔ عام محاورہ کے مطابق اس آیت میں جَمَعَ الْمَال کے الفاظ ہونے چاہیے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے جَمَعَ الْمَال کی بجائے جَمَعَ مَالًا فرمایا ہے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ہے اور مَالًا کی تنوین اپنے اندر کیا حکمت رکھتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تنوین اپنے اندر تین حکمتیں رکھتی ہے۔

اول۔ یہ تنوین تحقیر کی بھی ہو سکتی ہے۔

دوم۔ یہ تنوین تقبیح کی بھی ہو سکتی ہے۔

سوم۔ یہ تنوین تعظیم کی بھی ہو سکتی ہے۔

پہلی صورت میں الَّذِي جَمَعَ مَالًا کے یہ معنی ہوں گے کہ جس نے تھوڑا سا مال جمع کیا اور پھر اس پر فخر کرنے لگا۔ یہاں تھوڑے مال کا یہ مفہوم نہیں کہ اس نے کم روپیہ جمع کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال خواہ کسی نے ڈھیروں ڈھیر جمع کر لیا ہو بہر حال ایک فانی متاع ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی دین اور اس کے بدلہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم میں دنیا کے اموال کے متعلق یہ صراحتاً فرمایا گیا ہے کہ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (التوبة: ۳۹) دنیا کی متاع آخرت کے مقابلہ میں نہایت قلیل چیز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان خواہ ساری دنیا کا مالک بن جائے بہر حال چالیس پچاس سال کے بعد مر جاتا ہے اور پھر اس لحاظ سے بھی متاعِ الحیوۃ قلیل ہے کہ انسان نے مر کر اگلے جہان جانا ہے اگر کسی انسان نے اس مقام پر اپنے لئے کوئی سرمایہ جمع نہیں کیا تو دنیا کے اموال اسے کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر کسی انسان نے اس جگہ اپنے لئے سرمایہ جمع کیا ہوا ہے تب بھی اس کے مقابلہ میں دنیا کا مال کوئی حقیقت نہیں رکھتا غرض کوئی نقطہ نگاہ لے لو بہر حال دنیا کا متاع قلیل ہے۔ پس جَمَعَ مَالًا کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جَمَعَ مَالًا قَلِيلًا۔ اس نے دنیا کی تھوڑی سی پونجی جمع کر لی اور پھر اس پر گھمنڈ شروع کر دیا کہ میں بڑا مال دار بن گیا ہوں۔

(۲) تقبیح کی صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے کہ الَّذِي جَمَعَ مَالًا حَرَامًا۔ ایسا مال اس نے جمع کیا جو نہایت ردی اور خبیث تھا۔ حالانکہ عقلمند انسان کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب اسے کوئی گندی چیز ملے تو اسے اٹھا کر پھینک دے نہ یہ کہ اسے حفاظت کے ساتھ اپنے گھر لے آئے۔ اگر کسی کو کوئی کھوٹا سا کلمہ مل جائے تو وہ اسے اٹھا کر اپنی جیب میں نہیں رکھ لیتا یا اسے نجاست سے لتھڑی ہوئی کوئی چیز مل جائے تو وہ اسے اپنے گھر میں نہیں لے آتا مگر ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ مال اپنے پاس رکھتے ہیں جو گندہ ہے اور جسے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے اکٹھا کیا گیا ہے حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ ایسا مال فوراً پھینک دیتے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔

Tafsirul Quran

(۳) تعظیم کی صورت میں اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ اَلَّذِي جَمَعَ مَالًا كَثِيرًا جس نے بہت سا مال جمع کیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں لاکھوں روپیہ بھی بالکل حقیر چیز ہے لیکن بندہ جب اپنی نگاہ سے اس مال کو دیکھتا ہے تو اسے بہت بڑا مال معلوم ہوتا ہے اگر کسی کے پاس ہزار روپے بھی جمع ہو جائیں تو وہ خیال کرتا ہے کہ میرے پاس بہت روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہزار روپیہ موجودہ زمانہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ وہ مفسرین جنہوں نے ان آیات کو کفار مکہ پر چسپاں کیا ہے انہوں نے اَلَّذِي جَمَعَ مَالًا کے ماتحت لکھا ہے کہ شریک کے پاس پندرہ ہزار درہم تھے جن کی وجہ سے وہ دوسروں پر فخر کا اظہار کیا کرتا تھا (بحر محیط سورۃ الہمزۃ زیر آیت اَلَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ)۔ پندرہ ہزار درہم آج کل کے حساب سے صرف پانچ ہزار روپے بنتے ہیں اور یہ روپیہ موجودہ زمانہ کی دولت کے لحاظ سے کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ ہندوستان میں ہی اگر کسی کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بڑا مال دار ہے اس کے پاس پانچ ہزار روپے ہیں تو سب لوگ ہنس پڑیں گے کہ کیسی احمقانہ بات کہی گئی ہے پانچ ہزار روپے بھی کوئی چیز ہیں۔ مگر عرب میں یہ بہت بڑی دولت سمجھی جاتی تھی اور اگر کسی کے پاس اتنا روپیہ جمع ہو جاتا تو وہ خیال کیا کرتا تھا کہ اب مجھ سے بڑا اور کون ہو سکتا ہے میرے پاس تو پانچ ہزار روپے جمع ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں دنیا کی امارت کا یہ حال ہے کہ ہندوستان کے اکثر حصے ایسے ہیں جہاں صرف اسی شخص کو مالدار سمجھا جاتا ہے جس کے پاس دس پندرہ لاکھ روپے ہوں۔ لیکن اگر بمبئی چلے جاؤ تو وہاں دس پندرہ لاکھ والے کو کوئی شخص مالدار کہنے کے لئے تیار نہیں ہوگا وہاں اتنی نوے لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ رکھنے والے کو مالدار کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد انگلستان چلے جاؤ تو وہاں ایک کروڑ روپیہ رکھنے والے کو کوئی شخص مالدار نہیں کہے گا وہاں دس پندرہ کروڑ رکھنے والے کو مالدار سمجھا جاتا ہے پھر امریکہ چلے جاؤ تو وہاں دس پندرہ کروڑ والے کو کوئی شخص مالدار نہیں کہتا وہاں ڈیڑھ دو کروڑ یا اس سے بھی زیادہ سالانہ انکم رکھنے والے کو مالدار سمجھا جاتا ہے۔ غرض امارت کا معیار موجودہ زمانہ میں بہت بلند ہو گیا ہے۔ لیکن عربوں کے لئے یہی بات بڑی تھی کہ ان میں سے کسی کے پاس پانچ چھ ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ پس جَمَعَ مَالًا میں تنوین تعظیم کی بھی ہو سکتی ہے لیکن اس صورت میں یہ تعظیم اس انسان یا اس قوم کے نقطہ نگاہ سے ہوگی جس نے مال جمع کیا ہے اور آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑا مال جمع کر لیا ہے۔ بہر حال اس آیت کے تینوں معنی ہو سکتے ہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے بہت سا مال جمع کیا ہے، یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے معمولی سا مال جمع کیا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے گندہ اور ردی مال جمع کیا ہے۔

عَدَّدَهُ۔ عَدَّدَ کے معنی جو اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ سب کے سب اس مقام پر چسپاں ہوتے ہیں چنانچہ

Tafsirul Quran

دنیا میں جس قدر بخیل لوگ پائے جاتے ہیں ان سب میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ روپیہ جمع کرتے ہیں اور پھر ہمیشہ گنتے رہتے ہیں کہ اب ہمارے پاس اتنے روپے ہو گئے ہیں اب ہزار روپیہ ہو گیا ہے، اب لاکھ روپیہ ہو گیا ہے، اب کروڑ روپیہ ہو گیا ہے۔ انہیں یہ خیال ہی نہیں آتا کہ اگر اس مال کو کسی نفع مند کام پر لگا یا جاتا یا بنی نوع انسان کی بھلائی کے کاموں پر صرف کیا جاتا تو کیسا اچھا ہوتا اور کتنے لوگوں کو اس سے فائدہ ہوتا۔ پھر یہ بھی ایک عام مرض بخیل لوگوں میں ہوتا ہے کہ وہ روپیہ تو جمع کرتے ہیں مگر قومی ضروریات تو الگ رہیں اپنی ذاتی ضروریات پر بھی اس کو خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بخیل کی بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ تم روپیہ کیوں خرچ نہیں کرتے تو وہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ تو کسی دن کے لئے رکھا ہوا ہے پہلے ہی اس کو کس طرح خرچ کر دوں۔ مگر اس کی ساری عمر گزر جاتی ہے اور اس کا وہ دن کبھی نہیں آتا۔ روپیہ غلق میں ہی بند رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے۔ بعد میں اس کی اولاد شراب اور جوئے میں اس کے روپیہ کو برباد کر دیتی ہے یا کچنیوں کے ناچ گانے میں سب جائیداد لٹا دیتی ہے۔ لیکن اس کی اپنی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بیمار ہو، اس کی بیوی بیمار ہو، اس کا بچہ بیمار ہو، اس کا بھائی بیمار ہو، اور اسے کہا جائے کہ علاج کراؤ تو کہتا ہے یہ روپیہ تو کسی دن کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کی ساری عمر کٹ جاتی ہے۔ وہ نگار ہوتا ہے، وہ بھوکا رہتا ہے، وہ بیمار رہتا ہے، وہ مصائب میں مبتلا رہتا ہے، اس کے بیوی بچے تکالیف اٹھاتے ہیں مگر اس کا وہ دن نہیں آتا جس کے لئے اس نے روپیہ جمع کیا ہوا ہوتا ہے۔

تیسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ بجائے اس کے کہ وہ مال خرچ کرے اور پبلک کو روپیہ کے چکر سے فائدہ پہنچے وہ اپنے اس فعل کی خوبیاں بیان کرتا رہتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی کہتا ہے کہ ہمیشہ روپیہ اپنے پاس رکھنا چاہیے اس کا یہ یہ فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ وہ اپنے اس فعل پر نادم اور شرمندہ ہو وہ فخر کرتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی کہتا ہے کہ روپیہ کی انسان کو اپنی زندگی میں بڑی ضرورت پیش آتی ہے انسان کو چاہیے کہ وہ ذاتی یا قومی ضروریات کو نظر انداز کر دیا کرے گویا نادم اور شرمندہ ہونے کی بجائے وہ الٹا گناہ پر فخر کرتا ہے۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۖ

وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس (کے نام) کو باقی رکھے گا

تفسیر - يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ - اس آیت میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ روپیہ خرچ کرنے میں

Tafsirul Quran

بخل سے کیوں کام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَ ۖ۔ وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی بقا کا باعث ہوگا یعنی مالدار لوگوں میں بخل کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں یہ احساس ہوتا ہے کہ جمع کیا ہوا مال ہمارے خاندان کی عزت کا موجب ہوگا۔ اسی وجہ سے وہ تکالیف برداشت کرتے ہیں مگر روپیہ خرچ نہیں کرتے۔ ایک ادنیٰ بخیل کے ذہن میں تو یہ بات ہوتی ہے کہ میں آج سے دس سال کے بعد اپنے بیٹے کی شادی پر یا اپنے مکان کی تعمیر پر روپیہ خرچ کروں گا مگر بڑے بخیل کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ چاہتا ہے کہ میں بھی روپیہ جمع رکھوں میری اولاد بھی روپیہ جمع کرتی جائے اور اس کی اولاد بھی روپیہ جمع کرتی جائے تاکہ ہمارے خاندان کا نام اور اس کی شہرت قائم رہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ مال رہنے کی وجہ سے ہمارے خاندان کو دائمی عزت حاصل ہو جائے گی۔ حالانکہ اگر وہ سوچے تو اسے روزانہ یہ نظارے نظر آ سکتے ہیں کہ ایک شخص بڑی مشکل سے روپیہ جمع کرتا ہے وہ خود بھوکا رہتا ہے، پیاسا رہتا ہے، ننگا رہتا ہے، بیمار رہتا ہے مگر روپیہ خرچ نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کافی مال جمع ہو جائے مگر جب مر جاتا ہے تو اس کی اولاد تمام روپیہ عیاشی میں برباد کر دیتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ چونکہ مہاراجہ جموں کے شاہی طبیب تھے اس لئے ریاست کے کئی مالدار لوگوں سے آپ کے تعلقات رہا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ ایک بڑا مالدار شخص مر گیا تو تھوڑے دنوں کے بعد ہی مجھے ایک شخص نے آ کر کہا کہ اس کے بیٹے نے عجیب طرح روپیہ لٹانا شروع کر دیا ہے۔ میں نے کہا کس طرح؟ وہ کہنے لگا ایک دن وہ بازار میں سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک بزاز کو تھان میں سے کچھ کپڑا پھاڑتے دیکھا جس میں سے چرکی آواز پیدا ہوئی۔ یہ آواز اسے ایسی پسند آئی کہ اب اس کا دن رات یہی کام ہے کہ وہ بازار سے کپڑے کے تھان منگواتا ہے اور اپنے نوکروں سے کہتا ہے کہ میرے سامنے انہیں صبح سے شام تک پھاڑتے رہو۔ کیونکہ کپڑے کے پھاڑنے سے جو چرکی آواز نکلتی ہے وہ مجھے بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں نے اسے بلا کر سمجھایا اور کہا کہ اس طرح روپیہ برباد مت کرو یہ بالکل لغو طریق ہے۔ اس نے جواب دیا مولوی صاحب جو مزا اس چر میں ہے وہ اور کسی چیز میں نہیں۔ تم اسے دماغ کی خرابی کہہ لو مگر آخر ہوا کیا؟ یہی کہ باپ نے جو روپیہ جمع کیا تھا وہ سب برباد ہو گیا۔ باپ نے نامعلوم کن کن مصیبتوں سے روپیہ جمع کیا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کے دماغ میں ایسی خرابی پیدا کر دی کہ اس نے تمام روپیہ برباد کر دیا۔ اسی طرح ایسے ایسے بخیل بنیئے جو ساری عمر مال سے بھی روٹی نہیں کھاتے اور روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں ان کی اولادیں جوئے اور سٹہ میں سب روپیہ برباد کر دیتی ہیں۔ پس فرماتا ہے یَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَ ۖ۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ قائم رکھے گا۔ حالانکہ مال قائم نہیں رکھتا

Tafsirul Quran

بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل قائم رکھتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کسی نیک آدمی کی اولاد کو سات پشت تک فاقہ کرتے اور بھیک مانگتے نہیں دیکھا (زبور باب ۷۳ آیت ۲۵)۔ حالانکہ کئی کروڑ پتی ایسے ہوتے ہیں جن کی اولادیں اپنی زندگی کے دن فاقوں میں بسر کر دیتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلق ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو خلود بخشتا ہے۔ جو شخص انفاق فی سبیل اللہ سے کام لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کو بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے وہی شخص ہے جس کا مال اس کی بقاء کا باعث ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا بتاؤ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسے اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمیں اپنے مال سے اپنے وارث کا مال زیادہ محبوب ہو۔ ہمیں تو وہی مال پسند ہوتا ہے جو ہمارا اپنا ہو۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر یاد رکھو تمہارا مال وہی ہے جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ ورنہ جو کچھ تمہارے مال میں سے باقی رہ جاتا ہے وہ تمہارا نہیں بلکہ تمہارے ورثاء کا ہے کیونکہ تمہاری آنکھ کے بند ہوتے ہی اس پر قبضہ کر لیا جاتا ہے (بخاری کتاب الرقاق باب ما قدم من مالہ فہو لہ)۔ یہ حدیث اسی مضمون کو بیان کرتی ہے کہ مال وہی کام آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا گیا ہو۔ کیونکہ دوسرا مال تو غیروں کے کام آتا ہے اور یہ مال انسان کے اپنے کام آتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا ہو جو قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شخص جنت میں جاتا ہے اور کوئی دوزخ میں۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا ہوا ہوتا ہے اسے بہت بڑا اجر ملتا ہے۔ تب بھی اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ اگر قومی ضروریات پر روپیہ خرچ کیا جائے تو انسان کا نیک نام باقی رہ جاتا ہے اور لوگ تعریف کرتے ہیں کہ فلاں شخص قوم کا بڑا خادم تھا یا غرباء کا بڑا امدار تھا یا یتامی و بیوگان کا بہت خیال رکھنے والا تھا۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ لوگ ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ دوسرے کے مال سے انہیں اپنا مال زیادہ پیارا ہوتا ہے مگر عملاً وہ یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مال جو انہوں نے اپنے ساتھ لے جانا ہوتا ہے یا جس نے ان کی نیک نامی کا موجب بننا ہوتا ہے اس سے تو وہ پیار نہیں کرتے اور جو مال دوسروں کے کام آنے والا ہوتا ہے اس سے وہ پیار کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ مذہبی یا قومی ضروریات پر روپیہ خرچ کرنے کی بجائے اسے جمع رکھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال ہی انسان کو خلود بخشتا ہے۔ جمع کیا ہوا مال خلود نہیں بخشتا۔

Tafsirul Quran

كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ ﴿٥﴾

ہرگز ایسا نہیں (جیسا اس کا خیال ہے بلکہ) وہ یقیناً (اپنے مال سمیت) حطمہ میں پھینکا جائے گا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَّةُ ﴿٦﴾

اور (اے مخاطب) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ حطمہ کیا شے ہے۔

نَارُ اللَّهِ الْمَوْقَدَةُ ﴿٧﴾

یہ (حطمہ) اللہ تعالیٰ کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی

الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْإِفْئَةِ ﴿٨﴾

جو دلوں کے اندر تک جا پہنچے گی۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں کفار کو ان کا انجام بتاتا ہے کہ اس وقت تو ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں مسلمانوں کو مارتے اور دکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح مال کے گھمنڈ میں وہ اپنے آپ کو معزز سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کی ہمارے مقابلہ میں حیثیت ہی کیا ہے۔ یہ ذلیل اور ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں یا جب مسلمان روپیہ خرچ کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ نیک نامی چاہتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں، صدقہ و خیرات دیتے ہیں تو کہتے ہیں نام و نمود کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ غرض ان کے ہر نیک کام کو برے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ جس مقام پر وہ کھڑے ہیں وہ کوئی عزت بخشے والا نہیں۔ فرماتا ہے کَلَّا دشمن اس خیال میں نہ رہے کہ جس مقام پر مسلمان کھڑے ہیں وہ تباہی و بربادی کی طرف لے جانے والا ہے اور جس مقام پر وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے وہ قائم رہنے والا ہے لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ وہ ایک بھڑکنے والی آگ میں ڈالا جائے گا۔ یہ بھڑکنے والی آگ کیا ہے؟ مفسرین نے اپنی عادت کے مطابق اسے قیامت پر چسپاں کیا ہے۔

لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ سے مراد دنیا میں عذاب کا شکار ہونا ہے وہ کہتے ہیں کہ لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَّةِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ مگر میرے نزدیک چونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے دنیوی عذاب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنی شدت کے لحاظ سے دوزخ کا عذاب کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس لئے حُطَّة سے یہاں دنیا کی آگ مراد ہے اور اگر اس کے معنی توڑنے کے لئے جائیں تب بھی اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم ان کی شوکت کو بالکل توڑ پھوڑ دیں گے۔

Tafsirul Quran

وَمَا أَذْرٰكَ مَا الْحُكْمَةُ۔ قرآن کریم میں جہاں بھی مَا أَذْرٰكَ کے الفاظ آتے ہیں وہاں اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم نے اس مقام پر جو لفظ رکھا ہے وہ عربی زبان کے لحاظ سے کئی معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس لفظ کے یہاں فلاں معنی ہیں۔ علم طریق تو یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسا لفظ آجائے جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہو تو اس کے سارے معنی لئے جاسکتے ہیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کا یہ منشا نہ ہو کہ سارے معنی لئے جائیں بلکہ یہ منشا ہو کہ صرف فلاں معنی لئے جائیں تو اس وقت کہہ دیا جاتا ہے کہ مَا أَذْرٰكَ تجھے کس نے بتایا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔ یعنی اس لفظ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اس مقام پر ہمارے ہر نظر کون سے معنی ہیں۔

نَادِ اللّٰهَ الْمَوْكِدُ الَّذِي تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْقِیْدَةِ۔ فرماتا ہے یہاں حُكْمَةُ کے معنی اللہ تعالیٰ کی اس آگ کے ہیں جو خوب بھڑکائی گئی ہے۔ آگ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک آگ وہ ہوتی ہے جسے بندے بھڑکاتے ہیں، وہ لکڑیاں جمع کرتے اور دیا سلائی سے آگ روشن کرتے ہیں اور ایک آگ وہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ جلاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک آگ تو اگلے جہان کی ہے جو دوزخ کی شکل میں ظاہر ہوگی اور ایک آگ ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ہی بھڑکایا جاتا ہے اور یہی وہ آگ ہے جسے عذاب کہا جاتا ہے۔ پس نَادِ اللّٰهَ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب ہے جو کفار کے لئے اس دنیا میں مقدر تھا۔ لکڑی کی آگ پر پانی ڈالو تو وہ بجھ جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے کفار نے خوب آگ بھڑکائی مگر اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے۔ ادھر آگ روشن ہوئی اور ادھر بارش برسی شروع ہو گئی جس سے تمام آگ بجھ گئی۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جانے دو آج بارش نے ہماری آگ بجھا دی ہے پھر کسی وقت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیں گے مگر کفر کا جوش چونکہ عارضی ہوتا ہے انہی میں سے کچھ لوگ بول پڑے کہ ابراہیمؑ بھی تو ہمارے رشتہ داروں میں

سے ہے اس کو جلانے کا کیا فائدہ ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بعد میں دوبارہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش نہیں کی۔ پس بندوں کی جلائی ہوئی آگ بجھ سکتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی جلائی ہوئی آگ سے سلامت نکال لیا لیکن خدا تعالیٰ کی جلائی ہوئی آگ میں سے کوئی شخص دوسرے کو نکال نہیں سکتا کیونکہ بسا اوقات دل میں آگ لگ رہی ہوتی ہے اور انسان کوشش بھی کرتا ہے کہ میں اس آگ سے نکلوں مگر وہ نکل نہیں سکتا۔ چنانچہ اس آگ کی اللہ تعالیٰ نے خود ہی آگے تشریح کر دی ہے کہ تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْقِیْدَةِ ہماری یہ آگ دلوں پر بھڑکائی گئی ہے لکڑیوں کی آگ نہیں کہ پانی سے بجھ سکے یہ دل کی آگ ہے جس کے شعلے ان کو ہر وقت بھسم کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی ترقی کو دیکھتے ہیں تو ان کے دل جلتے ہیں۔ غم و اندوہ سے کباب ہوتے جاتے ہیں۔ حسرت و افسوس سے ان کی زندگیاں تلخ ہو رہی ہیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس دکھ کا ہم کیا علاج کریں۔

Tafsirul Quran

ابو جہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل بدر کے موقع پر جب ابو جہل اپنے لشکر سمیت نکلا تو

اس کو یہ خیال تک نہیں تھا کہ مسلمانوں سے ہماری جنگ ہونے والی ہے۔ خود مسلمان بھی یہ سمجھتے تھے کہ صرف کفار کے تجارتی قافلہ سے ان کا مقابلہ ہوگا۔ اسی وجہ سے بہت سے جاں نثار صحابہؓ اس جنگ میں شامل نہیں ہو سکے مگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے ماتحت کفار اور مسلمانوں کے لشکر کو آمنے سامنے لے آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ کفار سے جنگ کی جائے جب دونوں لشکر صف بستہ ہو گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں بڑی مدت سے یہ دلوں لے تھے کہ کبھی کفار سے جنگ ہو تو ان مظالم کا بدلہ لوں جو وہ مسلمانوں پر کرتے چلے آئے ہیں مگر سپاہی تبھی اچھا لڑ سکتا ہے جب اس کا دایاں اور بائیں پہلو مضبوط ہو جو اس کی پیٹھ کو دشمن کے حملہ سے محفوظ رکھے۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں جب میں نے یہ دیکھنے کے لئے اپنے ارد گرد نظر ڈالی کہ آج میرے دائیں بائیں کون کھڑے ہیں تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میرے دائیں طرف بھی پندرہ برس کا ایک انصاری لڑکا کھڑا تھا اور میرے بائیں طرف بھی پندرہ برس کا ایک انصاری لڑکا کھڑا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے سخت حسرت پیدا ہوئی کہ آج میں اپنے دل کے حوصلے کس طرح نکالوں گا۔ کاش میرے دائیں بائیں کوئی مضبوط اور ماہر فن سپاہی ہوتے تاکہ میں بھی اپنی مہارت کے جوہر دکھا سکتا۔ ان پندرہ پندرہ برس کے بچوں نے کیا کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں ابھی یہ خیال میرے دل میں گزرا ہی تھا کہ دائیں طرف کے انصاری نوجوان نے میرے پہلو میں آہستہ سے کہنی ماری۔ میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا چچا ذرا جھک کر اپنے کان میں میری بات سننا (عرب میں رواج تھا کہ بڑی عمروالوں کو چھوٹے بچے اور نوجوان چچا کہا کرتے تھے) میں نے اس کی طرف کان جھکا یا تو اس نے کہا چچا وہ ابو جہل کون سا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آج اس سے بدلہ لوں۔ وہ کہتے ہیں اس سوال پر میرے دل میں سخت حیرت پیدا ہوئی کہ یہ چھوٹا سا بچہ مجھ سے کیا سوال کر رہا ہے۔ مگر ابھی میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ بائیں طرف سے میرے پہلو میں کہنی لگی۔ میں اس کی طرف مڑا تو اس نے کہا چچا ذرا جھک کر اپنے کان میں میری بات تو سننا۔ میں جھکا تو اس نے کہا چچا ابو جہل کون ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ دیا کرتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آج اس سے بدلہ لوں۔ ان دونوں نے آہستگی سے یہ بات اس لئے کہی کہ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ میرا دوسرا ساتھی اس بات کو سن لے اور وہ بھی اس شرف میں حصہ دار بن جائے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں باوجود تجربہ کار اور ہوشیار جرنیل ہونے کے میرے دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ میں ابو جہل کو مار سکوں گا۔ اس لئے جب ان دونوں جوان لڑکوں نے مجھ سے یہ سوال کیا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں نے اپنی انگلی اٹھائی اور کہا دیکھو وہ جو فوج کے اندر کھڑا ہے جس نے سر پر خود پہنا ہوا ہے جو سر سے پاؤں تک زرہ میں ملبوس ہے اور جس کے سامنے دو بہادر سپاہی تنگی تلواریں لئے پہرہ دے رہے ہیں وہ ابو جہل ہے۔ ان دو سپاہیوں

Tafsirul Quran

میں سے ایک ابو جہل کا اپنا بیٹا عکرمہ تھا اور دوسرا ایک اور بہادر سردار تھا۔ وہ کہتے ہیں ابھی میرا ہاتھ نیچے نہیں گرا تھا کہ جس طرح باز چڑیا پر جھپٹا مارتا ہے اسی طرح وہ دونوں بے تحاشہ دوڑ پڑے اور ایسی تیزی کے ساتھ دشمن کے لشکر میں جا گھسے کہ کفار حیرت سے منہ دیکھتے رہ گئے۔ انہیں ہوش ہی نہ آیا کہ وہ ان لڑکوں کو روکیں یہاں تک کہ وہ بڑھتے ہوئے ابو جہل کے سر پر جا پہنچے۔ اس وقت ایک محافظ کو خیال آیا اور اس نے تلوار چلائی جس سے ایک لڑکے کا ہاتھ کٹ گیا مگر اس نے کوئی پروا نہ کی اور جھٹ اپنے لٹکے ہوئے بازو پر اس نے پاؤں رکھا اور اسے کھینچ کر جسم سے الگ کر دیا۔ پھر دونوں نے آگے بڑھ کر ابو جہل کو ایسا شدید زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر گیا گویا گویا کچھ دیر بعد۔

ابو جہل کے لئے اس دنیا میں جہنم کا نظارہ غرض جنگ ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ

مدینہ کے دونوں جوان لڑکوں نے جن کو مکہ والے حقارت سے ذلیل کیا کرتے تھے ابو جہل کو مارا گرایا۔ مدینہ کے لوگ سبزی ترکاری بیچ کر گزارہ کیا کرتے تھے اور جس طرح ہمارے ملک میں بعض زمیندار اپنی بیوقوفی سے آرائیوں کو حقارت سے دیکھا کرتے ہیں اسی طرح مکہ والے مدینہ کے لوگوں کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ سبزی ترکاری بیچنے والے لڑائی کے فنون کو کیا جانیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نشان دیکھو کہ انہی مدینہ والوں میں سے دونوں جوان لڑکوں نے

ابو جہل کو مار ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں جب لڑائی ختم ہو گئی تو میں یہ دیکھنے کے لئے نکلا کہ ابو جہل کا کیا حال ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ زخموں کی شدت کی وجہ سے کراہ رہا ہے۔ میں نے اسے کہا سناؤ کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اپنی موت کا غم نہیں کیونکہ سپاہی جنگ میں مرا ہی کرتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے تو یہ کہ مدینہ کے دونوں جوانوں نے مجھے مارا (مسلم کتاب الجہاد و السیر باب استحقاق القاتل سلب القتل)۔ پھر اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ مجھے زخموں کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ تم صرف اتنا کرو کہ تلوار سے میری گردن کاٹ دو مگر دیکھنا ذرا لمبی کاٹنا۔ کیونکہ جرنیلوں کی گردن ہمیشہ لمبی کاٹی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے اسے کہا تیری اس آخری حسرت کو بھی پورا نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں نے ٹھوڑی کے قریب سے اس کی گردن کاٹی (سیرۃ الحلبيۃ الجزء الثانی غزوۃ الکبزی)۔ اب دیکھو ابو جہل کے دل میں اس وقت کتنی جلن ہوگی۔ کجایہ کہ ابو جہل اس امید پر میدان میں آیا تھا کہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالوں گا اور کجایہ کہ پندرہ پندرہ برس کے دونوں جوان لڑکوں نے اسے مار ڈالا اور مارا ابھی ایسی حالت میں کہ اس کے سامنے پہرہ کے لئے دوز بردست جرنیل کھڑے تھے۔ ایک ان میں سے اس کا اپنا لڑکا تھا اور ایک اور جرنیل تھا۔ پھر اس نے زرہ بھی پہنی ہوئی تھی۔ خود بھی اس کے سر پر تھا۔ مگر کوئی تدبیر کام نہ آئی اور وہ ہزاروں حسرتیں لئے ہوئے اس جہاں سے گزر گیا۔ اس وقت اس کے دل میں جو آگ جل رہی ہوگی اور جس حسرت سے اس نے اپنی جان دی ہوگی اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

Tafsirul Quran

اسی طرح حدیبیہ کے موقع پر کفار نے جس شخص کو صلح کی گفتگو کے لئے اپنا لیڈر بنا کر بھیجا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا بڑے دھڑلے سے باتیں کر رہا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر اپنی فوقیت جتارہا تھا کہ عین اسی وقت زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آنی شروع ہوئی۔ لوگوں نے دیکھا تو اسی سردار کا لڑکا گرتا پڑتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ رہا تھا۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے کہا یا رسول اللہ میں آپ پر ایمان لا چکا ہوں۔ میرے باپ نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں قید کر رکھا تھا کہ میں بھاگ کر مدینہ نہ پہنچ جاؤں۔ آج یہ ادھر صلح کی گفتگو کے لئے آیا تو مجھے موقع مل گیا اور میں گرتے پڑتے یہاں پہنچ گیا (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحة)۔ اس وقت اپنے بیٹے کی گفتگو سن کر کفار کے سردار کی جو حالت ہوئی ہوگی وہ کیسی عبرت ناک ہوگی وہ کفار کی طرف سے صلح کی گفتگو کے لئے آیا ہوا تھا اور سینہ تان کر بڑے فخر سے باتیں کر رہا تھا کہ عین اسی مجلس میں اس کا بیٹا آتا ہے اور اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے یا رسول اللہ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے سامان پیدا کئے

کہ کفار کے دل ہر وقت جل کر خاکستر ہوتے رہتے تھے اور انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس آگ کو بجھانے کا ہم کیا انتظام کریں کوئی بڑا خاندان ایسا نہیں تھا جس کے افراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نہ آچکے ہوں۔ حضرت زبیرؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے حضرت طلحہؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمانؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ بن العاص اور خالد بن ولید مکہ کے چوٹی کے خاندانوں میں سے تھے۔ عاص مخالف تھے مگر عمر و مسلمان ہو گئے۔ ولید مخالف تھے مگر خالد مسلمان ہو گئے۔ غرض ہزاروں لوگ ایسے تھے جو اسلام کے شدید دشمن تھے مگر ان کی اولادوں نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا اور میدان جنگ میں اپنے باپوں اور رشتہ داروں کے خلاف تلواریں چلائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ مختلف امور پر باتیں شروع ہو گئیں۔ حضرت عبدالرحمنؓ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے اور جو بعد میں مسلمان ہوئے بدر یا احد کی جنگ میں کفار کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے تھے انہوں نے کھانا کھاتے ہوئے باتوں باتوں میں کہا۔ ابا جان اس جنگ میں جب فلاں جگہ سے آپ گزرے تھے تو اس وقت میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور میں اگر چاہتا تو حملہ کر کے آپ کو ہلاک کر سکتا تھا مگر میں نے کہا اپنے باپ کو کیا مارنا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا نے تجھے ایمان نصیب کرنا تھا اس لئے تو بیچ گیا ورنہ خدا کی قسم اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا (دوض الانف جلد ۳ صفحہ ۸۹، ۹۰)۔ غرض کفار کے لئے یہ ایک بہت بڑا عذاب تھا کہ جس مذہب کو مٹانے کے لئے وہ کمر بستہ رہتے تھے اسی مذہب میں ان کے اپنے بیٹے اور بھائی اور رشتہ دار شامل

Tafsirul Quran

ہونے لگ گئے ان واقعات کو دیکھ دیکھ کر ان کے دلوں میں کس قدر حسرت پیدا ہوتی ہوگی۔ کہ ہم میں سے کسی کی بیوی اسلام میں داخل ہے، کسی کا باپ اسلام میں داخل ہے، کسی کا بیٹا اسلام میں داخل ہے کسی کا کوئی اور دوست اور رشتہ دار اسلام میں داخل ہے گویا وہ تو اپنی جانیں اسلام کے مٹانے کے لئے صرف کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ انہیں میں سے ایک ایک کر کے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہا تھا، حقیقت میں یہ ایک بہت بڑا عذاب تھا کہ جس مذہب کو کچلنے کے لئے وہ کھڑے تھے اسی مذہب میں ان کے اپنے دوست اور عزیز ترین رشتہ دار شامل ہو گئے اور وہ اسلام کا جھنڈا اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کے خلاف تلواریں چلانے لگ گئے۔ غرض فرماتا ہے نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْاَقْدَامِ۔ اللہ تعالیٰ کفار کے دلوں پر ایک شدید آگ بھڑکائے گا۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۙ

(پھر) وہ (آگ اور تیز کرنے کے لئے) ان پر (سب طرف سے) بند کر دی جائے گی۔

سجۃ
۳۹

فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۙ

در انحالیکہ (وہ لوگ اس وقت) لمبے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوں گے۔

تفسیر۔ اس آیت میں اس آگ کی شدت بیان کی گئی ہے جو کفار کے قلوب پر بھڑکائی جانے والی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اس آگ کو معمولی مت سمجھو۔

جس طرح بھٹی کی آگ سب آگوں سے زیادہ شدید ہوتی ہے کیونکہ اسے ہر طرف سے بند کیا ہوا ہوتا ہے اسی طرح کفار کے قلوب پر جو آگ بھڑکائی جانے والی ہے وہ بھی نہایت شدید ہوگی۔ اسے چاروں طرف سے بند کر کے رکھا جائے گا اور اس کی بھڑاس بھی باہر نہیں نکلے گی۔

آگ کے کفار پر بند کئے جانے سے مراد اس ”بند آگ“ کی مثال کفار مکہ کا وہ فیصلہ ہے جو انہوں نے جنگ بدر کے بعد کیا۔ اس جنگ میں چونکہ مکہ والوں کے تمام چوٹی کے لیڈر ہلاک ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے سمجھا کہ اگر آج ماتم کیا گیا تو ہماری تمام عزت خاک میں مل جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ کوئی شخص بدر میں ہلاک ہونے والوں پر روئے نہیں۔ یہ حکم اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت شدید تھا مگر اپنی قوم کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے مکہ کا ایک ایک فرد اپنے سینہ میں غم و الم کی ایک بے پناہ آگ دبا کر خاموش ہو گیا۔ ان کی آنکھیں اپنے مرنے والوں کی یاد میں آنسوؤں کی موسلا دھار بارش برسانا چاہتی تھیں ان کی زبانیں آہ و فغاں اور

Tafsirul Quran

نالہ و فریاد سے ایک شور برپا کرنا چاہتی تھیں مگر وہ کیا کر سکتے تھے قوم کا فیصلہ تھا کہ آج تمہارے لئے ماتم جائز نہیں۔ تم اپنی زبانوں کو بند رکھو۔ تم اپنے آنسوؤں کو مت گرنے دو ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں تک یہ خبریں پہنچیں تو وہ خوش ہوں کہ ہم نے خوب بدلہ لیا۔ یہ حالت ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ عورتوں کو اپنے خاوندوں پر، ماؤں کو اپنے بیٹوں پر، بھائیوں کو اپنے بھائیوں پر، اور دوستوں کو اپنے دوستوں پر رونے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کے سینے اس بند آگ کی تپش سے اندر ہی اندر جل رہے تھے مگر قوم کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی ان میں سے کسی میں جرأت نہیں تھی۔ ایک دن کسی مسافر کی اونٹنی مر گئی اور اس نے مکہ کی گلیوں میں سے گذرتے ہوئے اس کے غم میں ماتم کا قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ آواز سن کر ایک بوڑھا شخص جس کے دونو جوان بیٹے اس جنگ میں ہلاک ہو چکے تھے کود کر اپنے گھر میں سے باہر نکل آیا اور اس نے بلند آواز سے کہا ہائے افسوس اس شخص کو اپنی اونٹنی پر رونے کی اجازت ہے مگر مجھے جس کے دونو جوان بیٹے جنگ میں مارے گئے ہیں رونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ ایک دم تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں سے نکل آئے اور انہوں نے کہا ہم تو جل کر مر گئے ہیں۔ ہم آگ سے پھسکے جا رہے ہیں ہم اب زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے چوکوں اور بازاروں میں جمع ہو کر پیٹنا شروع کر دیا اور تمام مکہ میں ایک کھرام مچ گیا (سیرۃ ابن ہشام غزوہ بدر زیر عنوان ذکر ردّ باعنا کتکۃ بنت عبد المطلب)۔

غرض فرماتا ہے نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي - تَطْلُعُ عَلَى الْاَقْدَةِ آگ ان کے دلوں پر خوب بھڑکائی جائے گی اور پھر وہ آگ چاروں طرف سے بند ہوگی۔ اس کے شعلے ان کی ایڑی سے لے کر چوٹی تک پہنچیں گے اور انہیں جھلس کر رکھ دیں گے۔

فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ - یہ عَمَدٌ کی ضمیر مجرور کا حال واقعہ ہوا ہے اور مراد یہ ہے کہ مُؤَثِّقَتَيْنِ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ کفار کا یہ حال ہوگا کہ جب آگ ان پر بھڑکائی جائے گی تو وہ بڑے بڑے اونچے ستونوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ جس طرح ستون سے اگر کسی شخص کو باندھ دیا جائے تو اس کا جسم اکڑا رہتا ہے اور باوجود کوشش کے وہ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا اسی طرح فرماتا ہے ہم ان کفار کو ایسا عذاب دیں گے کہ وہ باوجود کوشش اور خواہش کے اس عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں پائیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہوئی کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے اپنے بیٹے، بھائی، دوست اور رشتہ دار سب مسلمان ہو گئے۔ کوئی اور قوم ابتدا میں مسلمان ہوتی تو شاید ان کو اتنی تکلیف نہ ہوتی مگر جب ان کے اپنے جگر گوشے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تو یہ ان کے لئے ایسی ہی بات تھی جیسے کسی کو اونچے ستون سے باندھ دیا جائے اور وہ حرکت تک نہ کر سکے۔ اونچے ستونوں کے الفاظ اس لئے استعمال کئے گئے کہ عام طور پر سنگساری اور جلانے کے لئے کمر تک گڑی ہوئی لکڑی یا ستون سے باندھا کرتے تھے۔ بڑے ستون کہہ کر بتایا کہ جسم کا اوپر کا حصہ بھی جکڑا ہوا ہوگا۔

Tafsirul Quran

فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کے دو معنی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کو مُوَصَّدَةٍ کی صفت قرار دیا جائے۔ مُّمَدَّدَةٍ کے معنی چونکہ مُطَوَّلَةٌ کے ہیں اس لئے اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ بڑے بڑے لمبے ستونوں میں آگ جل رہی ہوگی یعنی جس بھٹی میں وہ جلائے جائیں گے وہ بہت بلند ہوگی اور لمبے ستونوں سے بنی ہوئی ہوگی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جتنی لمبی بھٹی ہوتی ہے اتنی آگ زیادہ تیز ہوتی ہے فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ میں ایک طرف تو اس آگ کی شدت بیان کی گئی ہے کہ وہ انتہا درجہ کی حدت اپنے اندر رکھتی ہوگی اور دوسری طرف یہ بتایا گیا ہے کہ کفار کی حالت ایسی ہوگی جیسے ستونوں سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ بچنے کی بہت کوشش کریں گے مگر انہیں اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔ چنانچہ آخر یہی حالت کفار مکہ کی ہوگئی جب ان کے اپنے بیٹے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو ان کی بات کون سنتا تھا۔ اگر وہ ان سے کہتے بھی کہ تم ہم میں پھر واپس آ جاؤ اور اپنا آبائی مذہب اختیار کر لو تو ان کی بات ماننے کے لئے کون تیار ہو سکتا تھا۔ یہ ایمان کا معاملہ تھا اس میں کسی باپ یا ماں کا کیا دخل تھا اور کون شخص ان کی بات مان سکتا تھا۔

غرض فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی کہ ان کے لئے عذاب کی بھٹیاں بڑی بڑی اونچی بنائی جائیں گی اور یہ بھی کہ وہ بالکل بے کس اور بے بس ہو جائیں گے۔ انہیں عذاب پہنچے گا مگر وہ سر سے پائ تک بندھے ہوئے ہوں گے کچھ کر نہیں سکیں گے۔

Tafsir-e-Kabir Vol. , pp. 256-279

Hadith

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
"مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ
مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ
مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا."

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سنَّ سنة حسنة أو سيئة، حدیث
رقم 2674)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی نیک کام اور
ہدایت کی طرف بلاتا ہے، اسے اس کے پیروکاروں کے جتنا ثواب ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو
شخص کسی برے کام یا گمراہی کی طرف بلاتا ہے، اسے اس کے پیروکاروں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے
گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

Fiqah

جنازہ کی نماز

جنازہ کی نماز (صلوۃ الجنازہ) اسلام میں فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگ اس کو ادا کر لیں تو باقی لوگوں سے ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک سادہ اور باوقار نماز ہے جس میں میت کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جاتی ہے۔

تیاری

- میت کو اسلامی طریقے سے غسل دیا جاتا ہے اور کفن پہنایا جاتا ہے۔
- میت کو نمازیوں کے سامنے قبلہ رخ رکھا جاتا ہے، سر قبلہ کی طرف ہوتا ہے۔

نیت (نیت کرنا)

- نماز کی قیادت کرنے والا امام اور جماعت دل میں یہ نیت کرتے ہیں کہ اللہ کی رضا کے لیے میت کے لیے جنازہ کی نماز پڑھ رہے ہیں۔

جنازہ نماز کا طریقہ

جنازہ کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی جاتی ہے اور اس میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ اس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا۔

مرحلہ وار طریقہ کار

1. پہلی تکبیر:

- امام "اللہ اکبر" کہتا ہے، اور جماعت اس کے پیچھے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہتی ہے۔
- سورہ الفاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

2. دوسری تکبیر:

- امام دوبارہ "اللہ اکبر" کہتا ہے، اور جماعت اس کے پیچھے کہتی ہے۔
- نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے، جیسا کہ تشہد میں پڑھا جاتا ہے:
- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔
- اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

3. تیسری تکبیر:

- امام "اللہ اکبر" کہتا ہے۔
- میت کے لیے دعا کی جاتی ہے، جیسا کہ تصویر میں دکھائی گئی دعا، جس میں میت کے لیے مغفرت اور رحمت طلب کی جاتی ہے۔

4. چوتھی تکبیر:

- امام دوبارہ "اللہ اکبر" کہتا ہے۔
- تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگی جاتی ہے، زندہ اور مردہ سب کے لیے، یا خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔

تالاختتام

- چوتھی تکبیر کے بعد امام اور جماعت دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں (کہتے ہیں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ")۔

Tarbiyyat

Tarbiyyat

تربیت کسی فرد، معاشرہ یا گروہ کی ایسی نشوونما کا نام ہے جو انہیں انسانی بلندی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچا دیتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی اخلاقی و روحانی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد بشر اُس میں حصہ لے اور اپنا کردار ادا کرے۔ اس ذمہ داری کو احسن رنگ میں ادا کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم: 7)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔“

یعنی مومنوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہیں اور اپنی اولاد کی فکر کرتے رہیں اور ان کی نگرانی کرتے ہوئے زندگی کے ہر معاملہ میں اُن کی مناسب رہنمائی کریں اور اس رنگ میں اُن کی تربیت کریں کہ اُن کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ موجزن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز اُن کی نظروں میں ہیچ ہو جائے۔

”اصل یہ ہے کہ بچپن سے ہی اطفال، ناصرات کے دماغ میں ڈالنے کی کوشش کی جائے کہ ہم احمدی ہیں۔ ہمارا مقصد صرف حظ اٹھانا نہیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھیں تو پھر غیروں کے ساتھ رشتوں میں کمی ہوگی اور اپنے رشتہ نبھانے کی طرف توجہ ہوگی۔ دونوں لڑکی اور لڑکا اس بات کا خیال رکھیں کہ انہوں نے دین کو ترجیح دینی ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کا خیال رکھنا ہے۔“

(ارشاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع فیصلہ شوریٰ 2017ء)

ہماری تعلیم

مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کا خلاصہ

خود آپ کے اپنے الفاظ میں

ماخوذ از کتاب کشتی نوح

مصنفہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ

بانی سلسلہ احمدیہ

کون میری جماعت میں ہے اور کون نہیں؟

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدر فیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو

بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معبود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امو معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پاسکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش

آداب حیات

روحانیت کی بنیاد آداب پر موقوف ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے: "النَّظَرِیَّةُ کُلُّهَا آدَبٌ۔ جو شخص آداب کی حد سے باہر نکل جاتا ہے تو پھر شیطان اس پر غلبہ پالیتا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ 455)

روحانیت کے تمام تربیادی آداب پر ہے، روحانی ترقی کے لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اسلام کے پیش کردہ آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں تاکہ وصال الہی کے جام نوش کر سکیں۔

نماز کے آداب

1. نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کرنا ضروری امر ہے کیونکہ طہارت نماز کی کنجی ہے اور وضو سے بھی فارغ ہو لینا چاہئے۔
2. نماز کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک و صاف لباس میں ہو اور وضو کے لئے بھی حس و صاف ہو اور اس کا بدن بھی پاک صاف ہو۔
3. ہر نماز کو وقت پر ادا کریں، اوقات ممنوعہ میں نماز ادا نہ کی جائے۔
4. نماز ادا کرنے کے لیے قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔
5. نماز ادا کرنے سے پہلے اپنے نماز کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مرکوز کرنی چاہیے اور نماز کے الفاظ کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ادھر ادھر کے خیالات ذہن میں نہ آئیں۔
6. جب اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی جائے تو اس کے بعد کوئی غیر ضروری حرکت نہ کی جائے جیسے باتیں کرنا، یا باتیں سننا، اشارہ کرنا، ہلنا یا وہ کھانا وغیرہ۔ بلکہ توجہ سے نماز ادا کی جائے اور نظر سجدہ گاہ کی طرف رکھنی چاہیے۔
7. نماز میں کسی چیز کا سہارا نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی ایک پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ نماز ہمیشہ خشوع اور توجہ سے پڑھنی چاہیے اور نماز کی تمام حرکات مثلاً قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ کو صحیح طور پر ادا کیا جائے۔
8. مقررہ عبادات، دعائیں شروع دعاؤں کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ مسنون دعاؤں کے علاوہ وہ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگی جاسکتی ہیں۔ مگر رکوع اور سجدہ میں قرآنی دعائیں نہیں اور آیات نہیں پڑھنی چاہیے۔
9. نماز پڑھنے والے کے آس پاس شور شرابا اور باتیں کرنا منع ہے۔
10. بیماری کی حالت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر اشارہ سے نماز ادا کرنا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔
11. صفیں بالکل سیدھی ہونی چاہئیں اور نمازی کے درمیان میں کھڑا ہونے پر جگہ خالی نہ ہو۔
12. باجماعت نماز ادا کرتے وقت امام کی حرکت سے پہلے کوئی حرکت نہ کریں بلکہ امام کی مکمل پیروی کریں۔
13. نماز جمعہ سے قبل خطبہ خاموشی سے سنیں اگر کسی کو خاموش کروانا ہو تو بھی اشارہ سے خاموش کروائیں۔ کیونکہ خطبہ بھی نماز جمعہ کا ہی حصہ ہوتا ہے۔
14. نماز سے فارغ ہونے کے بعد کی دعائیں ضرور پڑھیں۔ فوراً اٹھ نہیں جانا چاہیے بلکہ تھوڑی دیر ذکر الہی میں گزاریں اور نماز کے بعد کی ترتیب کو بحال رکھیں۔

(ماخوذ از آداب حیات، بکرہ امتہ الرفیق ظفر صاحبہ، ص: 69 تا 71 و تعلیمی و تربیتی نصاب پاکستان، ص: 47 تا 48)

ایسی نماز کو جو ہمارے کاموں اور آرام کے اوقات میں آتی ہو اور جسے قرآن کریم نے "الصَّلَوةُ الْوُسْطٰی" کے نام سے یاد کیا ہے، اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

